AL-'MUSLIM https://almuslim.pk/about-the-journal

(June-2025), 1:2(1-27)

آلودگی سے زمین کا تحفظ وانتفاع سیرت طیبہ کی روشنی میں: تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ

Conservation and utilization of Earth pollution in the light of Sirat Tayyaba: research and anylisus

***Qari Yahya Ashraf Gumrayani**
PhD Scholar MY University, Islamabad

Keywords:
Environment, Pollution, Earth, Natural beauty, Sirat Tayyaba.

Qari Yahya Ashraf Gumrayani, (2025). ***Conservation and utilization of Earth pollution in the light of Sirat Tayyaba: research and anylisus*** *1(2).*

Abstract:

Just as he (PBUH) guided the Ummah regarding morals and character, similarly, he (PBUH) has given principles to improve the society and the external characteristics and environment of the society. Which we can also call environmental beauty. Today, if we turn to Sirat Tayyaba in this matter, we can get the guiding principles of protecting the environment. Because Allah says: Verily, the life of the Messenger of Allah, may God bless him and grant him peace, is the best example for you. All the things around man make up the environment. As long as all these things are in accordance with natural principles, the human environment will be safe. But if all these things are used against the natural principles, the natural beauty of the environment will be lost. When the environmental condition reaches this limit, it is called environmental pollution. Environmental pollution is an important issue in today's international problems. Soil pollution is also a type of environmental pollution. In this paper, these subjects are explained in the light of Sirat Tayyaba

[1.] Corresponding author: qariyahyaashrafgamaryani@gmail.com

C

Content from this work is copyrighted by *Al-'Muslim Journal of Social Sciences*, which permits restricted commercial use, research uses only, provided the original author and source are credited in the form of a proper scientific referencing.

تعارف

ماحولیاتی آلودگی آج ایک عالمی مسئلہ بن چکا ہے اور اگر اس پر بروقت توجہ نہ دی گئی اور اس کا حل تلاش نہ کیا گیا تو یہ آنے والی نسل انسانی کے لیے حتمی تباہی کا باعث بن سکتا ہے۔ اس کے حل کا واحد راستہ کتاب وسنت کے ذریعے ہم پر نازل ہونے والی آسمانی ہدایات پر عمل کرنا ہے، کہ زمین خدا کی ملکیت ہے اور انسان اس زمین پر خدا کا نمائندہ اور خلیفہ ہے، زمین کا مالک نہیں ہے، بطور خلیفہ اور عبد الٰہی اور امانتدار اس کے استعمال کا حق رکھتا ہے۔ اور اس کے وسائل کا، الہذا اپنی مرضی سے اور فقط ذاتی مفادات کو مد نظر رکھ کر وہ زمین اور اس کے منابع سے استفادے کا حق نہیں رکھتا۔ اس لیے کہ اللہ تعالی نے ہر انسان کو اس زمین پر ایک مخصوص اور مختصر مدت کے لیے رہنے کا حق دیا ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ نے خود زمین اور اس کے وسائل کو نسبتاً لمبی عمر دی ہے، اس لیے ہزاروں، لاکھوں اور یہاں تک کہ نامعلوم نسلیں ہیں۔ آنے والا، اور تمام بنی نوع انسان۔ زمین کے وسائل کے استعمال میں تمام مخلوقات برابر ہیں، لہٰذا کسی بھی انسان کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ زمین اور اس کے وسائل کو لمبے عرصے تک استعمال کر کے معمولی منافع حاصل کرے۔ اس کی مختصر زندگی ماحول کو آلودہ کرتی ہے اور آنے والی نسلوں کو اس کے فوائد سے محروم کرتی ہے۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ زمین، ہوا، پانی، دریاؤں، سمندروں، پہاڑوں، درختوں، جنگلات، معدنیات، حیوانات اور دیگر آسمانی نعمتوں کے ساتھ اللہ کی ہدایات کے مطابق اپنا برتاؤ اور رفتار پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ رسول اکرم ﷺ چونکہ اللہ کے آخری نبی اور امام الانبیاء ہیں، آپ ﷺ آسمانی تعلیمات کے محافظ اور امین ہیں اور اس سلسلے میں آپ ﷺ نے بہترین رہنماء اصول اور ہدایات دی ہیں۔ لہٰذا زمین اور ماحول کی حفاظت کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے رہنمائی لیناضروری ہے۔

ماحول کی لغوی تعریف

ماحولیات جمع ماحول اور ماحول ایک عربی لفظ ہے جو دو حروف سے بنا ہے۔ "ما" اور "حول" "ما" اسم موصول ہے، جس کا مطلب ہے: ہر وہ چیز جو "حول" کے معنی: چکر لگانا، سال کا واپس آنا، تو ماحول کا معنی ہوئے: وہ چیزیں جو جسم کے گرد چکر لگاتی ہیں۔ قرآن کی اس آیت میں بھی یہی مفہوم بیان کیا گیا ہے۔ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ[1]

"ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جو آگ جلاتا ہے اور جب سارا ماحول روشن ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی روشنی کو ختم کر دیتا ہے۔"

لغوی اعتبار سے لفظ البیئۃ عربی میں ماحولیات کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جس کا مادہ "بو" ہے۔ عربی لغت میں لفظ "بوا" کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

[1] القرآن:2/17۔

(1) چنانچہ یہ لفظ گناہ کے اعتراف اور اقرار کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے: باء له بذنبه، أي: اعترف له بذنبه، وباء بدم فلان، أي : أقرّ به[2]۔

(2) تصویب اور درستگی کے معنی میں بھی آتا ہے، جیسا کہ اہل زبان کہتے ہیں: بوأ الرمح نحوه، أي: صوّبه وسدده[3].

(3) مشہور معنی نزول اور اقامت کے ہیں جیسا کہ عربی محاورہ میں ہے: تبوّاء منزل نازلہ "میں گھر میں اترا"۔ نیز لفظ "الباءۃ" شادی، جنسی تعلقات اور گھر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور لفظ "البیئۃ" کے معنی گھر اور گردونواح کے ہیں۔ قرآن کریم میں بھی اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے: وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ۔ اور وہ لوگ جو اپنے گھروں میں مقیم ہیں[4]

ماحول کی اصطلاحی تعریف:۔

ماحول کی اصطلاح کی مندرجہ ذیل تعریفیں ہیں:

(1) محمد عبدالقادر ماحول کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"الوسط أو المجال المكاني الذي يعيش فيه الإنسان، بما يضم من ظواهر طبيعية وبشرية يتأثر بها ويؤثر فيها" [5]

"وہ مرکز یا جگہ جہاں ایک انسان رہتا ہے، بشمول ان طبعی اور انسانی مظاہر جو کسی شخص کو متاثر یا اس پر اثر انداز ہوتے ہیں۔"

(2) 1972 میں اسٹاک ہولم (Stockholm)[6] میں منعقد ہونے والی انسانی ماحولیات کی عالمی کانفرنس میں ماحولیات کے تصور کو ان الفاظ میں بہت مختصراً بیان کیا گیا۔

"كل شئ يحيط بالإنسان"[7] ہر وہ چیز جو ایک انسان کے ارد گرد ہے ماحول میں داخل ہوتی ہے".

ماحول صرف گھر کے گردونواح تک محدود نہیں ہے بلکہ اس سے آگے بھی پھیلا ہوا ہے اور اسی وجہ سے قرآن کریم نے اس کے لیے " البيئة" کا لفظ استعمال نہیں کیا ہے، بلکہ لفظ "زمین" استعمال کیا ہے۔ زمین: پہاڑ، میدان، اور اس میں موجود سب پودوں، جانوروں، پانی وغیرہ کو شامل ہے[8]۔

---

[2]۔ زین الدین الرازی، **مختار الصحاح**، (بیروت: مکتبۃ لبنان، 1995ء)، تحقیق محمود خاطر، ج1 ص28۔

[3]۔ محمد بن مکرم بن منظور، **لسان العرب**، (بیروت: دار صادر، ط: اول)، ج1 ص37 ۔

[4]۔ القرآن: 9/ 59۔

[5]۔ محمد عبدالقادر الفقی، **البیئۃ مشاکلھا وقضایاھا وحمایتھا من التلوث**، (بیروت: مکتبۃ ابن سینا، 1999ء)، ص 14۔

[6]۔ **اسٹاک ہوم** (stockholm) یورپی ملک سویڈن کا دارالحکومت اور سب سے بڑا شہر ہے۔

[7]۔ الدکتور عبدالقادر، **البیئۃ والحفاظ علیھا من منظور اسلامی**، (دولۃ الإمارات العربیۃ المتحدۃ: المجمع الفقھی الشارجۃ)۔

2۔ وہ علاقہ جس میں انسان موجود ہے اور اس کی زندگی کے کام کو انجام دینے کے لیے جو عوامل اور عناصر موجود ہیں یا دستیاب کیے جائیں اسے "ماحول" کہا جاتا ہے[9]

ماحول کا اسلامی مفہوم:

جہاں تک ماحولیات کے اسلامی تصور کا تعلق ہے: اسلام میں ماحولیات کا تصور ایک جامع تصور ہے، جس میں کائنات، زمین، آسمان، پہاڑ اور انسان سمیت تمام مخلوقات شامل ہیں،ان تمام چیزوں پر منضبط ہونے والے اثرات کو ماحول کا مفہوم دیا جاسکتا ہے۔ اور اسلام میں ماحول سے مراد اللہ رب العزت کی تمام مخلوقات ہیں جن میں انسان، جن، سمندر، دریا، پہاڑ، پودے، جانور اور حشرات الارض شامل ہیں اور یہ تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے تابع ہیں۔ زمین پر موجود تمام وہ چیزیں جو چارُسو پھیلی ہوئی ہیں انہیں زمین کا ماحول کہا جاتا ہے لیکن جس طرح انسانوں کے مختلف ماحول ہو سکتے ہیں اسی طرح زمین کے مختلف خطوں کا ماحول بھی ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ لیکن ہم اس مختصر مضمون میں جس ماحول پر بات کر رہے ہیں اس سے مراد مجموعی طور پر زمین کا ماحول ہے (زمینی آلودگی) جو انسانوں کے آرام سے رہنے، سہنے، اور اطمنان، سکون کے لیے صحیح اور موزوں ہونا چاہیے۔

جیسا کہ اسلام ماحولیات کے بارے میں ایک گہرا اور وسیع نظریہ رکھتا ہے، کیونکہ یہ انسان سے ماحول کے ساتھ اس بنیاد پر معاملہ کرنے کا مطالبہ کرتا ہے کہ یہ ایک عوامی ملکیت ہے جسے برقرار رکھنے کے لیے اس کا تحفظ ضروری ہے۔

وَلا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلاحِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ[10]

ماحول کے بارے میں اسلام کا نظریہ صرف اس کی مقامی جہت تک محدود نہیں تھا، بلکہ اس میں وقتی جہت بھی شامل تھی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ[11] اسلام نے مسلمانوں کو ماحول کے اجزاء پر غور کرنے اور خدا کی مخلوقات پر غور و فکر کرنے اور اس کو ایمان کی دلیل بنانے کی دعوت دی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: " قُلِ انْظُرُوا مَاذَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا تُغْنِي الْآيَاتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لا يُؤْمِنُونَ[12] قرآن کریم بہت سی آیات سے بھرا ہوا ہے جو اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ صرف خدا ہی ماحول کا خالق اور منتظم ہے، اور وہی ہے جس نے ایسے قوانین بنائے جو ماحولیاتی توازن کے تحفظ کو یقینی بناتے ہیں۔ اَلَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً۪-وَّ اَنْزَلَ مِنَ

8۔ نفس مصدر، 6۔

9۔ ابوزریق علی رضا، **البیئۃ والانسان**، (لاہور: دعوۃ الحق، اصدار دعوۃ عالم الاسلامی، 1416ھ)، ص 7۔

10۔ القرآن: 85/7

11۔ القرآن: 20/29۔

12۔ القرآن: 101/10۔

السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (2)[13]، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أَفَلَمْ يَنْظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا وَزَيَّنَّاهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوجٍ* وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ* تَبْصِرَةً وَذِكْرَى لِكُلِّ عَبْدٍ مُنِيبٍ* وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُبَارَكًا فَأَنْبَتْنَا بِهِ جَنَّاتٍ وَحَبَّ الْحَصِيدِ * وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَهَا طَلْعٌ نَضِيدٌ * رِزْقاً لِلْعِبَادِ وَأَحْيَيْنَا بِهِ بَلْدَةً مَيْتاً كَذَلِكَ الْخُرُوجُ [14]

اور خدا تعالیٰ نے فرمایا:

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَأَلْقَى فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ [15]۔

مسلم اسکالرز نے تیسری صدی ہجری سے لفظ "ماحول" کو محاوراتی طور پر استعمال کیا ہے، اور شاید ابن عبد ربہ -العقد الفرید کے مصنف- نے سب سے پہلے اس لفظ کے اصطلاحی معنی کو کتاب "الجمانة" میں تلاش کیا تھا۔"، یعنی اس قدرتی ماحول (جغرافیائی، مقامی اور حیاتیاتی) کا حوالہ دینا جس میں جاندار، بشمول انسان رہتے ہیں، اور انسانوں کے ارد گرد سماج، آب و ہوا (سیاسی، اخلاقی اور فکری) کا حوالہ دینا۔

ماحول سے مراد علامتی طور پر وہ انسان ہو سکتے ہیں جو اس میں رہتے ہیں یا جس جگہ رہتے ہیں، اور ماحول کا مطلب علامتی طور پر وہ تمام مخلوقات بھی ہو سکتے ہیں جو ہمارے ساتھ رہتے ہیں اور جن جگہوں پر ہم رہتے ہیں، جیسے کہ جانور، درخت، پانی، ہوا، اور چٹانیں[16].

ماحول میں ہر وہ چیز شامل ہے جو انسان کو گھیرے ہوئے ہے، بشمول پانی، ہوا اور زمین۔ وہ اس پر اثر انداز ہوتا ہے اور اس سے متاثر ہوتا ہے۔

آلودگی کا لغوی مفہوم

13۔ القرآن:22/2۔

14۔ القرآن:50/6-11۔

15۔ القرآن:31/10۔

16۔ محمد عبد القادر الفقي، **البيئة، مشاكلها وقضاياها وحمايتها من التلوث**، ص 13۔ د/ أحمد عبد الرحيم السايح، د/ أحمد عبده عوض، **قضايا البيئة من منظور إسلامي**، (مصر: طبعة مركز الكتاب للنشر، الطبعة الأولى 1425ھ- 2004م)، ص 17۔

عربی زبان میں آلودگی کے لئے "تلوث" کا لفظ استعمال ہوتا ہے، تلوث، لوث سے ماخوذ ہے جس کے معانی خراب ہونا اور گدلا کر دینا ہے[17]۔ جیسے عربی محاورے میں کہا جاتا ہے: لوث الماء كدَّره "پانی کو گدلا کر دیا"۔ اسی طرح کہا جاتا ہے: لوَّث ثيابه بالطين، أي لطخها[18] یعنی کپڑوں کو کیچڑ سے آلودہ کیا۔

کتاب لسان العرب میں لفظ: لوث "آلودگی" کے تحت کہا گیا ہے کہ آلودگی کا مطلب داغ لگانا ہے، کہا جاتا ہے کہ اس نے مٹی کو گھاس سے اور پلستر کو ریت سے آلودہ کیا اور اپنے کپڑوں کو مٹی سے آلودہ کیا۔ اور "آلودہ پانی" نے اسے کیچڑ میں ڈال دیا۔[(19)]

المعجم الوسیط میں درج ہے کہ آلودگی کا مطلب ہے کسی چیز کو اس کے باہر کی چیز کے ساتھ ملانا، ہم کہتے ہیں: اس نے کسی چیز کو دوسری چیز سے آلودہ کیا: اس کے ساتھ ملانا اور اس کے ساتھ ملانا، پانی کو آلودہ کرنا: اسے گندا کرنا، اور پانی کو آلودہ کرنا۔ یا ہوا اور اس طرح: اسے نقصان دہ غیر ملکی مادوں کے ساتھ ملانا۔[(20)]

امام رازی کی طرف سے مختار الصحاح میں بیان کیا گیا ہے: اس نے اپنے کپڑوں کو کیچڑ سے آلودہ کیا، ان پر داغ لگا دیے، اور پانی کو بھی آلودہ کیا، انہیں گندا کر دیا۔[(21)]

المصباح المنیر میں ہے: "اس نے اپنے کپڑے کو کیچڑ سے آلودہ کر دیا، اس کو گندا کر دیا، اور اس سے کپڑا میلا ہو گیا۔"[(22)]

آلودگی کا اصطلاحی مفہوم:

آلودگی کی اصطلاحی تعریف کے حوالے سے اہل علم نے کئی تعریفیں کی ہیں، خوفِ طوالت سے بچنے کے لئے صرف چند ایک اہم تعریفات ذکر کی جاتی ہے

1۔ دکتور عبدالکریم سلامہ آلودگی کی تعریف کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

هو إدخال الإنسان مباشرة أو بطريق غير مباشر لمواد أو لطاقة في البيئة والذي يستتبع نتائج ضارة، علي نحو يعرض الصحة الإنسانية للخطر ويضر بالمواد الحيوية وبالنظم البيئية وينال من قيم التمتع بالبيئة، أو يعوق الاستخدامات الأخرى المشروعة للوسط" [23]

"انسان کا براہِ راست یا بالواسطہ طور پر ماحول میں کوئی مواد یا توانائی ڈالنا جو نقصان دہ نتائج کا حامل ہو اور جس سے انسانی صحت خطرے سے دوچار ہو جائے اور جو زندگی کے وسائل اور ماحولیاتی نظاموں کو نقصان پہنچائے یا ماحول سے متعلق دوسرے جائز استعمالات سے مانع ہو۔"

---

[17]۔ ابن منظور، **لسان العرب**، مادة، (لوث)، ج2ص187۔

[18]۔ الرازي، **مختار الصحاح**، ج1ص253۔

19- ابن منظور، **لسان العرب** مادة (لوث)، ج2ص187۔

20- **المعجم الوسیط**، ج2ص844۔

21 - نفس مصدر۔

22 - احمد بن محمد المقري، **المصباح المنير**، (القاهرة: دار المعارف)، ج2ص560۔

[23]۔ د. احمد عبدالکریم سلامة، **قانون حماية البيئة الإسلامي مقارنا بالقوانين الوضعية**، (بيروت: دار ابن حزم)، ص 28۔

فطری ماحول میں غیر فطری عناصر کا داخل ہونا آلودگی کہلاتا ہے۔ آزاد دائرۃ المعارف میں آلودگی سے متعلق لکھا گیا ہے:

2۔ آلودگی (Pollution) سے مراد قدرتی ماحول میں ایسے اجزاء شامل کرنا ہے کہ جس سے ماحول میں منفی تبدیلی واقع ہو۔[24]

3۔ آلودگی عام طور پر صنعتی کیمیائی مادوں کی وجہ سے ہوتی ہے، لیکن یہ توانائی کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے، شور، حرارت یا روشنی، دنیا میں سب سے زیادہ آلودگی امریکی افواج پیدا کرتی ہیں۔[25]

کُوڑا کرکٹ لغت میں: مختلف معانی ہے

- بے کار چیز، بے کار، بے وقعت شے، ردی
- کسی مقام پر صفائی کرنے کے بعد نکلی گندی اور فضول چیزیں، استعمال شدہ چیزیں، کچرا، دھول، گندگی
- زراعت یا صنعت وغیرہ سے نکلنے یا اکٹھا کیے ہوئے فضلہ مواد[26]

ماحولیاتی آلودگی کے ذرائع واسباب:

سب سے پہلے آلودگی کے ذرائع اور اسباب کی نشاندہی ضروری ہے تاکہ اس کی روک تھام کے لیے ضروری اقدامات کیے جا سکیں۔ ماہرین کے مطابق ماحولیاتی آلودگی کی دو اہم وجوہات اور ذرائع ہیں، جن کی وجہ سے آلودگی ہوتی ہے۔ ایک طبعی ہے اور دوسرا مصنوعی ہے اور دونوں کو یوں بیان کیا گیا ہے:

1- طبعی آلودگی (قدرتی ماحول)

اس سے مراد وہ آلودگی ہے جس کی وقوع میں انسان کا کوئی عمل دخل نہیں بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حکم وتقدیر وارادے کے زیر اثر پیدا ہوئی ہو، جیسے آتش فشاں لاوے، زلزلوں اور سیلاب سے پیدا ہونے والی آلودگی۔ اس قسم کی آلودگی کے اسباب کو کوئی نہیں روک سکتا، اور تلافی کی کوئی صورت نہیں ہے، اور نہ اس پر کوئی پکڑ ہے[27]

2- مصنوعی آلودگی یا انسانی ماحول:

اس سے مراد وہ آلودگی ہے جو مختلف انسانی سرگرمیوں جیسے جوہری دھماکوں، گاڑیوں کے دھویں، کیمیکلز کے ساتھ ساتھ فیکٹریوں، گھروں، کھیتوں اور انسانی سرگرمیوں سے پیدا ہونے والے تمام قسم فاسد مادوں سے پیدا ہونے والی آلودگی۔ انسان اس قسم کی آلودگی کا ذمہ دار ہے اور اسے دنیا اور آخرت میں اس کی سزا بھگتنی ہوگی۔[28]

24- pollution-definition from the Merriam, Webster online dictionary-

25- "U.S. Military is the world's largest polluter" with reference of https://ur.m.wikipedia.org-

26- https://www.rekhtadictionary.com/meaning-of-kuudaa-karkat?lang=ur-

27- ڈاکٹر احمد بن یوسف الدرویش، **ماحولیاتی آلودگی سے تحفظ فقہ اسلامی کی روشنی میں**، (اسلام آباد: شریعہ اکیڈمی)، ص 22۔

ماحولیاتی عناصر:

سٹاک ہوم کانفرنس کی سفارشات کے مطابق ماحول کو تین عناصر میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

1۔ قدرتی ماحول:

یہ چار باہم جڑے ہوئے نظاموں پر مشتمل ہے: آبی ماحول، زمینی ماحول، فضائی ماحول، صوتی ماحول، جس میں پودوں اور جانوروں کے علاوہ پانی، ہوا، مٹی، معدنیات، اور توانائی کے ذرائع شامل ہیں۔ یہ سب ان وسائل کی نمائندگی کرتے ہیں جو خدا- اللہ تعالی نے اس پر رحمتیں نازل فرمائیں اور ان کو حاصل کرنے کے لیے بنی نوع انسان کو مہیا کر دیا ہے ان میں ضروریات زندگی مثلاً خوراک، لباس، دوائی اور رہائش شامل ہیں۔

2۔ حیاتیاتی ماحول:

اس میں فرد، اس کا خاندان اور اس کی برادری کے ساتھ ساتھ فضا میں رہنے والے جاندار بھی شامل ہیں۔ حیاتیاتی ماحول کو قدرتی ماحول کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔

3۔ سماجی ماحول:

سماجی ماحول سے مراد تعلقات کا وہ فریم ورک ہے جو دوسروں کے ساتھ کسی شخص کے زندگی کے رشتے کی نوعیت کا تعین کرتا ہے، تعلقات کا وہ فریم ورک جو کسی بھی گروہ کو منظم کرنے کی بنیاد ہے، چاہے وہ ماحول میں اس کے اراکین کے درمیان ہو، یا مختلف یا اسی طرح کے درمیان۔ دور دراز کے ماحول میں گروہ اور تہذیبیں ان رشتوں کے نمونے تشکیل دیتے ہیں جنہیں سماجی نظام کہا جاتا ہے۔ انسان نے اپنی زندگی کے طویل سفر کے دوران اپنی زندگی میں اس کی مدد کے لیے ایک مہذب ماحول بنایا، چنانچہ اس نے زمین کو آباد کیا اور خلا کو فتح کرنے کے لیے فضا میں گھس گیا۔

اسلامی شریعت میں آلودگی کا حکم:

اس میں کوئی شک نہیں کہ آلودگی اپنی تمام شکلوں میں چاہے پانی ہو، ہوا ہو، زمین ہو یا صوتی آلودگی، فساد کی ایک شکل سمجھی جاتی ہے اور حرام ہے، اور اس کی تائید درج ذیل ہیں:

1۔ اس کا قول" وَمَنْ يُبَدِّلْ نِعْمَةَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ "[29] اور جو شخص خدا کی نعمت کو اس کے پاس آنے کے بعد بدل ڈالے تو یقیناً خدا سخت سزا دینے والا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ خدا تعالی نے اپنی تمام مخلوقات کو جو خصلتیں عطا کی ہیں ان میں ردو بدل کرنا سخت عذاب کا متقاضی ہے۔ اور یہ صرف اس کی ممانعت کی وجہ سے ہے۔

---

[28]۔ الدکتور شوقي احمد، استاد الاقتصاد الاسلامی جامعۃ الازھر **الإسلام وحماية البيئة**، (قاھرہ: دار العلم للنشر والتوزیع)، ص13۔

29 - القرآن:2/211۔

- 2بہت سی صورتوں میں اس سے جان کا ضیاع ہوتا ہے، جو کہ قطعاً حرام ہے، جیسا کہ اللہ تعالی کے اس فرمان میں ہے "مَنْ قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعاً وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعاً[30] جس نے کسی جان کو قتل کیا، سوائے قتل کے یا زمین میں فساد کرنے کے، تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا۔اس نے تمام لوگوں کو زندہ بچایا یعنی جس نے ایک جان کو قتل کیا-اس کی بدکاری کی وجہ سے- گویا اس نے تمام لوگوں کو مار ڈالا۔

- 3رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو نقصان پہنچانے یا دوسروں کو پہنچانے سے منع فرمایا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" لا ضرر ولا ضرار "[31] کوئی نقصان یا نقصان نہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آلودگی اپنی تمام شکلوں میں وہ نقصان ہے جو تمام جانداروں کو متاثر کرتی ہے اور حرمت کی حرمت اپنے آپ کو اور دوسروں کو نقصان پہنچانے کا باعث بنتی ہے۔

- 4آلودگی حرام خرابیوں اور نقصانات کا باعث بنتی ہے اور جو چیز حرام کی طرف لے جاتی ہے وہ اس قاعدہ کے مطابق حرام ہے جس میں کہا گیا ہے: "جو چیز حرام چیزوں کی طرف لے جائے وہ حرام ہے" اور اگر اس کو لانا حرام ہے تو روکنا واجب ہے۔ یہ۔

5-ضرر پہنچنے سے پہلے روکنا اس کے وقوع پذیر ہونے کے بعد علاج کرنے سے بہتر ہے، فقہی قاعدہ کے مطابق جو کہتا ہے: :
" درء المفاسد مقدم على جلب المصالح " (32) "نقصان سے بچنا فائدے پر مقدم ہے۔"

ماحولیاتی آلودگی اور قرآن:

جہاں تک ہم جانتے ہیں، لفظ "آلودگی" قرآن کریم میں زبانی طور پر ظاہر نہیں ہوا ہے، بلکہ اس کے لسانی معنی میں جو ہم نے پیش کیے ہیں، وہ یہ ہے کہ خدا کی کتاب حکیم نے لفظ کے مواد کا اظہار کیا ہے۔آلودگی "لفظ "فساد" کے ساتھ۔
اس لفظ کا تذکرہ بہت سی آیات میں آیا ہے، اس لیے ہم اللہ تعالی کے اس فرمان سے کافی ہیں: " وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ "[33] "اور اگر یہ نہ ہوتا کہ اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے پیچھے ہٹاتا تو زمین میں فساد ہو جاتا" اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے:" وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ

- 30 القرآن:32/5۔
-31 ابو عبد اللہ **محمد** بن يزيد ابن ماجہ القزوینی۔م 273ھ ، **سنن ابن ماجہ**، کتاب الأحکام، باب من بنى فى حقه مايضر بجاره، رقم: 2340،ج2ص784۔
-32 د/ محمد حسين قنديل، **موقف الإسلام من قضايا التلوث البيئي المعاصرة " التلوث الغذائي**(بحث منشور في مجلة البحوث الفقهية والقانونية، التي تصدرها كلية الشريعة والقانون بدمنهور، العدد السادس عشر1421ه- 2001م)، ج1 ص- 171 ۔ **البيئة مشاكلها وقضاياها للفقي**، ص69 ۔
الدکتور/ برکات محمد مراد **الإسلام والبيئة، رؤية إسلامية حضارية**، ص 72۔
-33 القرآن:255/2۔

وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ"[34] اور جب وہ پلٹتا ہے تو زمین میں فساد پھیلاتا ہے اور کھیتی اور ذخیرے کو تباہ کر دیتا ہے اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ لفظ "بدعنوانی" پر غور کرنے سے یقین کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ لفظ "آلودگی" سے زیادہ وسیع اور عین مطابق ہے۔ اور بدعنوانی، کیونکہ یہ بدعنوانی ہے، بدعنوانی سود کے خلاف ہے، اور بدعنوانی اصلاح کے خلاف ہے[35]

الرغب الاصفہانی نے بدعنوانی کی تعریف اس طرح کی ہے: "کسی چیز کا اعتدال سے ہٹ جانا، خواہ تھوڑا ہو یا بہت، اور یہ نیکی کے خلاف ہے، اور یہ روح، جسم اور ان چیزوں میں استعمال ہوتا ہے جو سالمیت سے ہٹ جاتی ہیں"[36]۔ اگر "بدعنوانی" کا مفہوم اس طرح ہو اور وہ خرابی اور عیب جو کسی چیز کو کر کے یا اس میں کوئی اجنبی یا اجنبی چیز داخل کر کے اس کو بگاڑ دے یعنی اسے نقصان پہنچا کر اسے انجام دینے کے قابل نہ بنادے۔ جس فعل کے لیے یہ تخلیق کیا گیا ہے، تو قرآن کریم میں اس لفظ کا استعمال زیادہ درست اور درست معلوم ہوتا ہے۔ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ لفظ "آلودگی" سے کیا مراد ہے اور اگر یہ بدعنوانی کا تصور ہے تو یہ ایک تصور ہے۔ اس میں وہ تمام اعمال شامل ہیں جو ماحول کے لیے نقصان دہ ہوں، یا اس کے لیے خطرے کے ذرائع، یا ہر وہ چیز جو اس میں خلل اور خلل کا باعث بنتی ہو، اس لیے بدعنوانی کا مطلب ہے ماحول کو آلودہ کرنا، نیز اس کے وسائل کو ضائع کرنا، اور ان کا فضول استعمال۔ اس طرح سے جس سے آنے والی نسلوں کے فائدے کے لیے اس کے تسلسل کو خطرہ ہو۔

تاہم، ہم قرآن پاک کے الفاظ اور فقروں سے ناواقف ہیں، اور سائنسی اصطلاح میں "آلودگی" کا لفظ اس کے ارد گرد موجود خامیوں کے باوجود استعمال کرتے ہیں!!

1-صفائی:

ماحولیاتی آلودگی اس وقت دنیا کا سب سے بڑا مسئلہ ہے اور جدید دنیا اب اس کا ادراک کر رہی ہے اور اس کے حل کے لیے سنجیدہ کوششیں کر رہی ہے۔ اسلام نے آج سے 1400 سال قبل اس اہم مسئلے کے حل کے لیے اہم ہدایات دی تھیں اور اس کے حل کے لیے قرآن پاک اور سیرت طیبہ میں گندگی کو اصل وجہ بتائی اور ہر قسم کی نجاست سے پاک رہنے کا درس دیا۔ انہوں نے طہارت پسندوں کی اس حد تک حوصلہ افزائی کی کہ انہیں محبوب اور بہترین قرار دیا گیا۔ اللہ فرماتا ہے:

"وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ "[37]

"اللہ تعالی پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

2-فساد سے دوری:

34- القرآن: 205/2۔

35- **لسان العرب**، ج3ص335۔ **المعجم الوسیط** ج2ص688۔ العین۔

36- **أصفهاني، معجم ألفاظ القرآن** (بیروت: طبعة دار الكتاب العربي)، تحقيق/نديم مرعشلي، ص 393.

37- القرآن: 108/9۔

اور انسان کو ان تمام نعمتوں سے لطف اندوز ہونا چاہیے جو اللہ نے زمین پر دی ہیں اور ان کا صحیح استعمال کرے۔ اس لیے وہ اپنے ماحول کی حفاظت کرتا ہے تاکہ وہ اور اس کی آنے والی نسلیں اس قدرتی قانون کی برکات سے لطف اندوز ہو سکیں اور یہ دنیا تمام انسانوں کے لیے امن و سکون کا گہوارہ ہو۔ انسان ہی کی بداعمالیوں اور مفاد پرستی کی سوچ نے اس خدائی نظام میں رخنہ ڈال دیا ہے، انسانی کرتوتوں کے نتیجہ میں دنیا کے اندر مختلف قسم آلودگیوں نے سر اٹھایا ہے، اور دنیا میں طرح طرح کی آلودگیاں نمودار ہوئیں، جس کے نتیجے میں دنیا ایک عظیم فساد کی زد میں ہے، جسے بظاہر عظیم فساد ہی کہنا مناسب لگتا ہے۔ قرآن کریم نے ماحول کی آلودگی کے لیے فساد کا لفظ استعمال کیا ہے جو اس تصور میں بہترین اشارہ ہے اور اس کا مفہوم بھی واضح ہے۔ قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ سے ماحولیاتی آلودگی اس کے اسباب اور نتائج کا اندازہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

جیسا کہ قرآن پاک فرماتا ہے: ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ[38]

"خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا، تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے اعمال کا مزہ چکھائے عجب نہیں کہ وہ باز آجائیں۔"

فساد سے مراد ہر وہ مادی یا اخلاقی فساد ہے جس کا انسانی صحت یا معاشرتی ماحول پر برا اثر پڑتا ہے۔ اس نقطہ نظر سے آلودگی اور فساد کے معنی بہت قریب ہیں۔ قرآن نے وضاحت کی ہے کہ انسانی سرگرمیوں کے نتیجے میں کارخانے، ہوائی، زمینی اور سمندری ٹریفک اور زراعت کے نت نئے طریقے آلودگی کے اسباب ہیں۔[39]

درحقیقت فساد قدرتی نظام میں تبدیلی لانے، انتشار پھیلانے، اور اس حکم کی خلاف ورزی کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان اور اس کے ماحول کی پاکیزگی اور صفائی کے لیے بنایا ہے۔ اہل لغت فساد کی تعریف کرتے ہوئی لکھتے ہیں:

الفساد في اصل اللغة: هو تغير الشيئ عن الحال السليمة خروجه عن الاعتدال فهو ضد الصلاح، يقال فسد اللبن والفاكهة والهواء اذا اعتراه تغير او عفونة حتي اصبح غير صالح ثم استعمل لغة في جميع الاشياء والامور الخارجة عن نظام الاستقامة كالبغي والظلم والفتنة، وعليه قوله تعالي؛ "ظهر الفساد في البر والبحر"[40]

اور لغت میں فساد امن کی حالت کو بدلنا اور اعتدال سے ہٹ جانا ہے اور فساد جب بدلتی اور بگڑتی ہے تو اصلاح کے خلاف ہے۔ "فسد اللبن" دودھ خراب ہو گیا، میوہ خراب ہو گیا، ہوا خراب ہو گئ، جب کہ اس میں تغیر آجائے اور تعفن پیدا ہو جائے اور بگڑ جائے، اور پھر بعد میں فساد کا لفظ لغوی اعتبار سے ان تمام امور اور چیزوں کے لیے استعمال کیا جانے لگا جو نظام استقامت سے نکل گئے ہوں، جیسے: بغاوت، ناانصافی اور فتنہ۔ "ظہر الفساد الخ" اسی معنی میں ہے۔

38۔ القرآن: 41/30۔

39۔ محمد محمود کالو **موقف القرآن من العبث البشري بالبيئة**، (بیروت: دار الکتاب)، ص 3۔

40۔ الشیخ مصطفی احمد الزرقا، **بحوالہ: المدخل الفقهي العام** مفردات الامام راغب الاصفهانی، والمصباح، والقاموس المحیط، واساس البلاغہ، (دمشق: دار القلم، 1425ھ/2004)، ج2ص673۔

لہٰذا، جو لوگ فطرت کے قوانین کو بدلنا یا تبدیل کرنا چاہتے ہیں اور قدرتی نظام کو درہم برہم کرنے کے لیے کام کرتے ہیں، یا ماحولیات، زمینی آلودگی، ہوا کی کثافت، فضائی آلودگی اور آبی آلودگی کے لئے ایسے اسباب و عوامل تلاش کرتے ہیں کہ آلودگی میں اضافہ ہو اور انسانی وجود کو خطرات لاحق ہو، درحقیقت یہی لوگ پوری انسانیت کے دشمن، خدا کے سرکش، باغی، شیطان کے پیروکار، شیطان کا سرپرست اور اسلامی لحاظ سے سب سے عظیم فسادی ہیں، اس لئے کہ شیطان سب سے پہلے تھا جس نے فطرت کی ترتیب کو بدلنے کی اپنی کوششوں کا اعلان کیا:

وَ اِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًاۙ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَ قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًاۙ وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَ لَاُمَنِّیَنَّهُمْ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا ؕ[41]

"اور نہیں پکارتے مگر شیطان سرکش کو، جس پر لعنت کی اللہ نے اور کہا شیطان نے کہ میں البتہ لوں گا تیرے بندوں سے حصہ مقررہ، اور ان کو بہکاؤں گا اور ان کو امیدیں دلاؤں گا اور ان کو سکھلاؤں گا کہ چیریں جانوروں کے کان اور ان کو سکھلاؤں گا کہ بدلیں صورتیں بنائی ہوئی اللہ کی اور جو کوئی بناوے شیطان کو دوست اللہ کو چھوڑ کر تو وہ پڑا صریح نقصان میں۔"

زمین کی آلودگی کو روکنے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقدامات

ماحولیات کے تحفظ کے لیے اسلامی اقدامات ضروری ہیں، ماحولیات کے تحفظ کے لیے اسلامی اقدامات دو قسم کے ہیں:-

1- ماحول میں حقیقی یا متوقع رکاوٹ کو روکنے کے لیے احتیاطی تدابیر

2- پروموشنل اقدامات جو ماحول کے ستونوں کو قائم کرتے ہیں اور اس کے قواعد کو قائم کرتے ہیں۔

پہلا: احتیاطی تدابیر:

ان احتیاطی تدابیر کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے: ایک طرف ماحول کو آلودہ نہ کرنا، اور دوسری طرف اس کی حفاظت کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری عناصر کو ختم نہ کرنا۔

پہلا احتیاطی تدابیر: ماحول کو اس طرح آلودہ نہ کرنا جس سے لوگوں کو نقصان پہنچے:

اس کا آغاز چھوٹے ماحول، گھر کے ماحول اور اسی طرح کی محدود جگہوں سے ہوتا ہے جس میں محدود تعداد میں لوگ رہتے ہیں، ان کو آلودہ کرنا جائز نہیں، **بلکہ حرام ہے، مثلاً سگریٹ کے دھوئیں سے، جس کا نقصان ہے۔ اب یقینی، اور محلے کے ماحول سے گزرنا، جہاں فیکٹری کے مالک کے لیے اپنی فیکٹری کا فضلہ دونوں کے درمیان مشترکہ پانی میں ڈالنا منع ہے۔ فضا اور ہوا جس سے لوگ سانس لیتے ہیں، بلکہ بلند آوازوں سے شور کی آلودگی جو لوگوں کو تکلیف دیتی ہے، حرام ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:** (وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ)[42] ، ويقول:(وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعاً وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ)[43] اور اپنی آواز کو پست رکھو،

41- القرآن:4/ 117-119۔

42 - القرآن:31/ 19۔

43 - القرآن:7/ 205۔

بے شک آوازوں میں سب سے زیادہ قابل اعتراض آواز گدھوں کی آواز ہے۔اور فرمایا: اور اپنے رب کو اپنے اندر عاجزی اور خوف کے ساتھ اور صبح وشام بلند آواز سے بات کیے بغیر یاد کرو۔

اس وسیع عالمی ماحول کے ساتھ ختم ہورہا ہے جس سے نقصان ہوتا ہے، مثال کے طور پر، اسپرے اور کولنگ ڈیوائسز میں استعمال ہونے والے فلورو کاربن مادے، اور کار کے اخراج سے پیدا ہونے والے نائٹروجن آکسائیڈ، یہ سب وہ مادے ہیں جو ایک طرف اوپری فضا سے اوزون کو ختم کرتے ہیں، الٹراوائلٹ شعاعوں کے مضر اثرات سے دنیا کی آبادی کو بے نقاب کرنا، لیکن دوسری طرف، یہ ماحول کی نچلی تہوں میں اوزون پیدا کرنے میں مدد کرتا ہے، جس سے دمہ کے دورے بڑھتے ہیں، گلے اور نظام تنفس میں جلن ہوتی ہے، پودوں کو نقصان پہنچتا ہے۔،اوران کی ترقی میں تاخیر کرتا ہے۔

جہاں تک دوسری احتیاطی تدابیر کا تعلق ہے: یہ ماحول کی حفاظت کے لیے ضروری عناصر کو ختم نہیں کررہا ہے، مثال کے طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کے زیادہ استعمال سے منع فرمایا فقد نهي النبي - مثلاً - عن الإسراف في استعمال الماء، حتى في التنظيف والتطهير، وضرب بنفسه المثل لذلك ، فقد كان يغتسل بالصاع ويتوضأ بالمد [44]، حتیٰ کہ صفائی اور طہارت کے لیے بھی اس کے لیے خود ایک مثال قائم کی، وہ ایک صاع سے غسل کرتے تھے اور ایک مد سے وضو کرتے تھے، اور ایک مد نصف لیٹر سے کم ہے اور ایک صاع دو لیٹر سے کم ہے۔ تزکیہ کی کتاب میں ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عن أبي الدرداء عن النبي أنه مر بنهر فنزل وأخذ قعباً – وعاء معه – فملأه من الماء ثم تنحى عنه أن يقطع من شجر المدينة شئ[45] کہ وہ ایک دریا کے پاس سے گزرے اور نیچے اتر کر کعبہ لے گئے۔اس کے پاس ایک برتن تھا-اور اس میں پانی بھرا، پھر مدینہ کے درختوں میں سے کچھ کاٹنے کے لیے اس سے ایک طرف ہٹ گئے اور طائف کی ایک وادی کے بارے میں فرمایا: وقال عن واد بالطائف " إن صيد وج – هذا اسم الوادي – وعِضَاهَه حرام محرم لله "، والعضاه : كل شجر عظيم له شوك "[46] واج کا شکار-یہ اس کا نام ہے۔ وادی-اور اس کا کانٹا خدا کی طرف سے حرام اور حرام ہے۔"اور کانٹا: ہر بڑا درخت جس میں کانٹے ہوتے ہیں۔

وقال الإمام أبو يوسف في كتابه الخراج ، حدثنا مالك بن أنس أنه بلغه عن النبي ﷺ أنه حرم عضاه المدينة وما حولها اثني عشر ميلاً، وحرم الصيد فيها وأربعة أميال حولها، قال أبو يوسف : وقد قاال بعض العلماء : إن تفسير هذا إنما هو لاستبقاء العضاه أي المحافظة على الشجر [47] امام ابو یوسف نے اپنی کتاب الخراج میں کہا ہے کہ ہم سے مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں

44- محمد بن اسماعیل بخاری-م 256ھ ، **صحیح البخاری**، کتاب الوضوء، باب الوضوء بالمد، رقم:198، ج1ص84۔

45- إمام الطبراني، **مسند الشاميين**، رقم:1469، ج2ص346۔، علاءالدين علي بن حسام الدين المتقي الهندي البرهان فوري، **كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال** تحقيق : بكري حياني - صفوة السقا ، (بيروت: مؤسسة الرسالة ، الطبعة الخامسة، 1401ھ 1981م)، رقم:26243، ج9ص324۔

46- ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی-م 275ھ ، **سنن ابی داؤد**، کتاب المناسک، باب في مال الكعبة، رقم: 2032، ج2ص215۔

47- امام ابی یوسف، **کتاب الخراج** (القاهرة، طبعة المطبعة السلفية، الطبعة الخامسة1396ه-)، ص 66۔

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ اور اس کے گردونواح میں بارہ میل تک شکار سے منع فرمایا ہے، ابو یوسف نے کہا۔: بعض اہل علم نے کہا ہے: اس کی تعبیر یہ ہے کہ کاٹنے کو محفوظ رکھا جائے یعنی درختوں کی حفاظت کرنا۔

یہ معانی مسلمانوں کے فہم میں گہرے داخل ہو چکے ہیں۔امام ابو محمد بن حزم المحلّی میں فرماتے ہیں: "جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا نیکی اور پرہیزگاری ہے، جو ان کی اصلاح میں مدد نہیں کرتا اس نے گناہ اور جارحیت کی مدد کی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ اگر اس نے کوتاہی کی تو وہ کھجور کے درختوں کو پانی پلانے پر مجبور ہو جائے گا۔ اسے پانی دینا کھجور کے درختوں کی تباہی ہے اور اسی طرح پودے لگانے میں اس بات کا ثبوت اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے(: وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لا يُحِبُّ الْفَسَادَ)[48] اور جب وہ ذمہ داری سنبھالتا ہے تو پوری کوشش کرتا ہے۔ زمین اس میں فساد پھیلائے اور کھیتی اور اولاد کو تباہ کرے اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔

ابو محمد نے کہا:قال أبو محمد : فمنع الحيوان مالا معاش له إلا به من علف أو رعي ، وترك سقي شجر الثمر والزرع حتي يهلك ، هو بنص كلام الله – تعالي - فساد في الأرض ، وإهلاك للحرث والنسل ، والله - تعالي - لا يحب هذا العمل .49 چارہ یا چراگاہ کے علاوہ جانوروں کی روزی روکنا اور پھل دار درختوں اور فصلوں کو پانی دینا یہاں تک کہ وہ مر جائیں، اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق زمین میں فساد اور کھیتی اور اولاد کی تباہی ہے، اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق یہ کام پسند نہیں ہے۔

جہاں تک پروموشنل اقدامات کا تعلق ہے: انہیں بھی دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے: ایک طرف ماحول کو صاف کرنا، یا دوسری طرف اس کی حفاظت کو برقرار رکھنے والے عناصر کا ذخیرہ بڑھانا۔

زمینی آلودگی سے متعلق چند دیگر رہنما اصول

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹی کی آلودگی کو روکنے کے لیے جو ہدایات دی ہیں ان پر عمل کیے بغیر آلودگی کو روکنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ عام لوگ، حکومت اور حکام ان اصولوں پر عمل کریں، تاکہ معاشرہ اس پریشانی سے نکل سکے۔ زمینی آلودگی سے متعلق اصول اور رہنما اصول درج ذیل ہیں:

1-کوڑا کرکٹ کی قباحتوں سے آگاہی:

معاشرے میں کوڑا کرکٹ کے پھیلاؤ کی روک تھام کے لیے اسلام کی تعلیمات سے آگاہ ہونا بہت ضروری ہے اور لوگوں کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وعیدوں اور کوڑا کرکٹ کے پھیلاؤ کی روک تھام سے آگاہ کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں صاحبان ممبر و محراب لوگوں کو آگاہ کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں کہ معاشرے میں کوڑا کرکٹ پھیلانا گناہ ہے۔ اس لیے اللہ کے

48- القرآن:205/2۔

49- ابن حزم الظاہری، المحلی، (بیروت: طبعۃ دار الآفاق الجدیدۃ)، ج10ص100۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم ﷺ نے زمینی آلودگی سے بچنے کے لئے پہلا ہدف یہ قرار دیا ہے کہ لوگوں کی گزرگاہوں اور بیٹھنے کی جگہ میں گندگی نہ پھیلائی جائے، چنانچہ آپ ﷺ نے اس شخص کو ملعون قرار دیا ہے جو راستوں اور لوگوں کی بیٹھنے کی جگہ میں گندگی ڈالتا ہے۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

»"اتَّقُوا اللاَّعِنَيْنِ » قَالُوا : وَمَا اللاَّعِنَانِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ :« الَّذِى يَتَخَلَّى فِى طَرِيقِ النَّاسِ وَظِلِّهِمْ" [50]

لعنت کا سبب بننے والی دو باتوں سے ڈرو، صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ، وہ دو باتیں کیا ہیں؟

آپ ﷺ فرمایا: ایک یہ کہ وہ شخص گلیوں اور راستوں میں پیشاب کرتا ہے اور دوسرا عمل یہ ہے کہ (فضلہ پھیلانے والا آدمی لوگوں کی نشست و برخاست کی جگہ) سایہ کی جگہ میں پیشاب وغیرہ کرکے گند پھیلائے۔

2-تکلیف دہ چیز اٹھانے کی ترغیب دینا:

کوڑا کرکٹ اور غلاظت انسانی معاشرے کا حصہ ہیں اور لوگ جہاں بھی رہیں گے کوڑا کرکٹ اور گندگی ہوتا رہے گا۔اس رجحان کو روکا نہیں جاسکتا، اور اس سلسلے میں ہم دو اقدامات تجویز کرتے ہیں:

الف: ایک تو فضلہ اور کچرا مسلسل ٹھکانے لگایا جاتا رہے۔

ب: دوم، ایسے اقدامات کیے جائیں جن سے انسانی معاشرہ کم متاثر ہو۔

اس سلسلے میں ہماری رہنمائی زبانِ نبوت سے ہوتی ہے۔لہٰذا عام گزرگاہوں، راستوں کو کچرے سے بچانے اور ان کی حفاظت کا سب سے اہم حکم آپ ﷺ نے حسب ذیل بتایا۔اتَّقوا الملاعنَ الثّلاثَ البَرازَ في المواردِ وقارعةِ الطَّريقِ والظِّلِّ[51]

"تین لعنتوں سے بچو: نہریں اور تالاب، عام راستے، اور درختوں کے سائے میں قضائے حاجت کرنا۔"

اس کا ذکر ابن عباس کی حدیث میں ہے: اتَّقوا المَلاعِنَ الثلاثَ قيل: ما المَلاعِنُ يا رسولَ اللهِ قال: أنْ يقعُدَ أحدُكم في ظلٍّ يُستظلُّ فيه أو في طريقٍ أو في نقْعِ ماءٍ[52]

اپنے آپ کو تین لعنتوں سے بچاؤ، جب آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ یہ تین لعنتیں کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کوئی درخت کے سائے، یا عام راستے پر یا پانی کی تاالاب میں قضائے حاجت کرنا

دوسرا مرحلہ پہلے سے موجود گندگی غلاظت اور کوڑا کرکٹ کو صاف کرنا ہے اور یہ کام حکومت اور بلدیہ کا ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ذمہ داری میں عام مسلمانوں اور ان راستوں سے مستفید ہونے والوں کو بھی اپنے احکامات اور ہدایات

50- احمد بن الحسین البیھقی، السنن الکبری، (حیدر آباد: مجلس دائرۃ المعارف النظامیۃ، 1344ھ)، ج1ص197۔

51- محمد ناصر الدین الألباني ، صحیح سنن أبي داود (مكتب التربية العربي لدول الخليج الطبعة :الأولى ،1409ھ)، رقم:26۔

52- أحمد بن محمد بن حنبل، المسند ،(مصر : دار المعارف-الطبعة :الرابعة ،1373ھ)، رقم:2710۔

میں شریک فرمایا ہے اور یہ ذمہ داری ان پر عائد کیا ہے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إيَّاكم والجُلوسَ في الطُّرُقاتِ"، قالوا: يا رسولَ اللهِ، ما لنا من مجالِسِنا بُدٌّ، نتحَدَّثُ فيها، قال: "فأمَّا إذ أبَيْتم إلَّا المَجلِسَ فأَعْطوا الطريقَ حقَّه"، قالوا: يا رسولَ اللهِ، فما حقُّ الطريقِ؟ قال: "غَضُّ البَصَرِ، وكفُّ الأذَى، ورَدُّ السلامِ، والأمرُ بالمعروفِ، والنَّهْيُ عنِ المُنكَرِ[53]۔

سڑک (راستے) پر بیٹھنے سے گریز کریں۔ صحابہ کہنے لگے لیکن ہم آپس میں بیٹھ کر اپنے معاملات پر بات کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم یہاں بیٹھنے سے انکار کرتے ہو (یعنی بیٹھنے پر مصر ہو) تو راستے کے آداب کی پابندی کرو۔ سوال کیا گیا کہ وہ آداب کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نگاہ نیچی کرنا، راستے سے تکلیف دہ چیزوں کو دور کرنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔

بيْنَما رَجُلٌ يَمْشِي بطَرِيقٍ وجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ علَى الطَّرِيقِ فأخَّرَهُ، فَشَكَرَ اللَّهُ له فَغَفَرَ له [54]

"ایک آدمی چل رہا تھا، اس نے ایک کانٹے دار ٹہنی کو دیکھی، اس نے اسے دور پھینک دیا، اللہ تعالی نے اس کے عمل کو قبول کیا اور اسے معاف کر دیا۔

ایک روایت میں میں راستے سے گندگی اور ضرر رساں چیزیں دور کرنے کو بخشش کا سبب بیان فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ بھی کہا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يُصْبِحُ على كلِّ سُلَامَى مِن ابنِ آدمَ صدقةٌ: تَسْلِيمُه على مَن لَقِيَ صدقةٌ، وأمرُه بالمعروفِ صدقةٌ، ونهيُه عن المنكرِ صدقةٌ، وإماطتُه الأذى عن الطريقِ صدقةٌ، وبضعتُه أهلَه صدقةٌ [55]

"ابن آدم اگر راستے میں چلتے ہوئے کسی سے ملے سلام کریں تو یہ بھی صدقہ ہے، اگر نیکی کا حکم دے تو یہ بھی صدقہ ہے، اگر برائی سے روکے تو یہ بھی صدقہ ہے، اگر راستے سے غلاظت گندگی کو دور کر دے تو یہ بھی صدقہ ہے۔ انکار کر دے تو یہ صدقہ ہے۔" یہ صدقہ ہے۔ اگر وہ ایسا کرے تو یہ صدقہ ہے اور اگر اپنے گھر والوں کی مدد کرے پرورش کرتا ہے تو یہ بھی صدقہ ہے۔

دوسری حدیث میں اس عمل کو ایمان کا حصہ قرار دیتے ہوئے فرمایا: الإيمانُ بضْعٌ وسَبْعُونَ، أوْ بضْعٌ وسِتُّونَ، شُعْبَةً، فأفْضَلُها قَوْلُ لا إلَهَ إلَّا اللَّهُ، وأدْناها إماطَةُ الأذَى عَنِ الطَّرِيقِ [56]

53- بخاری، **صحیح البخاری**، رقم 2465، ج2ص118۔ أحمد، **المسند**، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ: الأولی، 1421ھ)، رقم: 11309۔

54- بخاری، **صحیح البخاری**، رقم: 652، ج1ص158۔

55- محمد ناصر الدین الألباني **صحیح سنن أبي داود**، (مکتب التربیۃ العربي لدول الخلیج الطبعۃ: الأولی، 9140ھ)، رقم: 1286۔

56- مسلم، **صحیح مسلم**، ج1ص171۔ 70

"ایمان کی ستر یا ساٹھ قسمیں ہیں، سب سے ادنی قسم راستے سے تکلیف کو دور کرنے کی ہے، اور سب سے اعلیٰ قسم یہ ہے کہ کہا جائے: لاالہ الااللہ ("کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں)۔"

اسی طرح ایک اور حدیث المستنیر بن اخضر بن معاویہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں معقل بن یسار کے ساتھ جا رہا تھا کہ راستے میں ہم نے غلاظت پڑی ہوئی دیکھی۔ انہوں نے اٹھا کر پھینک دیا، میں نے بھی اسی طرح راستے میں غلاظت دیکھی، تو میں نے اسے ہٹایا، اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا: میرے بھتیجے! آپ نے ایسا کیوں کیا؟" میں نے جواب دیا: "چچا! میں نے آپ کو ایسا کرتے دیکھا، تو میں نے بھی ایسا ہی کیا، پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

مَنْ أماط أذىً عنِ طريقِ المسلمينَ ، كُتِبَ لَهُ حسنةٌ ، ومَنْ تُقُبِّلَتْ منهُ حسنةٌ دخل الجنةَ۔[57]

جو کوئی مسلمانوں کی راہ سے اذیت پہنچانے والی چیز دور کر دے، وہ نیکی کا حق دار ہو جاتا ہے اور جس کی نیکی قبول ہوتی ہے، وہ جنت میں داخل ہوتا ہے۔

"جس کو مسلمانوں کے ذریعے نقصان کی راہ سے ہٹا دیا جائے گا، یہ اس کے لیے اچھا ہوگا، اور جس پر اس کی طرف سے احسان ہو گا، وہ جنت میں جائے گا۔"

زمینی آلودگی کو روکنے کے لیے ایک عملی تدبیر یہ ہے کہ نقصان دہ اشیاء کو اٹھا کر ایسی جگہ پھینک دیا جائے جہاں کسی کو تکلیف نہ ہو۔ آلودگی سے زیادہ خطرناک اور نقصان دہ اور کیا ہو سکتا ہے؟ آلودہ اور تکلیف دہ ماحول کو ختم کرنے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تکلیف دہ چیزوں کو راستے سے ہٹانا ایمان کا شعبہ ہے۔

الإيمانُ بِضعٌ وسَبعونَ شُعبةً ، فأَفْضَلُها قَولُ : لا إِلهَ إلا اللهُ ، وأدْناها إماطَةُ الأَذَى عنِ الطَّرِيقِ[58]

"ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں، جن میں سب سے بڑی شاخ لاالہ الااللہ اور سب سے کم شاخ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بہت سی احادیث مبارکہ میں راستوں کو صاف کرنے اور رکاوٹیں کھڑی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ راستے سے رکاوٹوں اور تکلیف دہ چیزوں کو ہٹانا باعث ثواب ہے اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مبارک حدیث میں اپنے ماحول سے تکلیف دہ چیزوں کے نکالنے کو ایمان کی علامت و حصہ قرار دیا ہے۔ یہ بذات خود ماحولیاتی تحفظ کے بارے میں ایک نبوی سیرت سے بہتر دلیل ہے۔

71- بخاری، **الادب المفرد**، (بیروت) رقم 593۔ الألباني، **صحيح الجامع الصغير وزيادته** (بیروت: المکتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، 8140ھ)، رقم: 6098۔

72- الألباني، صحيح الجامع الصغير وزيادته، رقم: 3741۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور حدیث میں راستوں کو آلودگی اور نقصان سے بچانے والوں کے لیے انعام کا اعلان فرمایا۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک حدیث میں فرمایا: مَنْ أخرجَ مِنْ طريقِ المسلمينَ شيئًا يُؤْذِيهم ، كتبَ اللهُ لَهُ بِهِ حسَنَةً ، ومَنْ كَتَبَ لَهُ عندَهُ حسنَةً أدْخَلَهُ بِها الجنَّةَ [59]۔ "

جس نے مسلمانوں کی گزرگاہ سے کوئی تکلیف دہ چیز ہٹائی، اللہ تعالیٰ اس کے لیے نیکی لکھے گا اور جس کے لیے اللہ تعالیٰ نیکی لکھ دیتا ہے اسے اس کی وجہ سے جنت میں داخل کر دیتا ہے۔"

ان ہدایات کی روشنی میں اگر ہم بطور مسلمان آج اپنے اردگرد کا جائزہ لیں ہمارا سوچ یہ بن گئی ہے۔ کہ ہر کام حکومت کی ذمہ داری ہے، حالانکہ ہر کام حکومت کے ہاتھ میں نہیں نہ بس میں ہے، جب تک عام لوگ اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ نہیں لیں گے، ایسا کام صحیح طور پر نہیں ہو سکتا۔ اس سلسلے میں ماحولیاتی آلودگی میں حکومت کے ساتھ ساتھ عام لوگوں کو بھی اپنا فرض سمجھنا اور ادا کرنا چاہیے کہ وہ اس کام میں بھرپور حصہ لیں تاکہ اس اہم مسئلے پر قابو پایا جا سکے۔

3- صاف ستھرا ماحول فراہم کرنے کے اقدامات: ماحول کو کچرے سے پاک ہونا چاہیے اس وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے بڑے اور بہترین اعمال کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: عُرِضَتْ عَلَيَّ أعمالُ أُمتي، حَسَنُهَا وسَيِّئُهَا فَوَجَدتُ في مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الأَذَى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيقِ، ووَجَدتُ في مَسَاوِئِ أَعْمَالِهَا النُّخَاعَةُ تَكُونُ في المَسْجِدِ لا تُدْفَنُ[60]

"میری امت کے اعمال میرے سامنے پیش کیے گئے ہیں جن میں نیکی اور بدی بھی شامل ہے نیکی: راستے سے ضرر رساں چیزوں کو ہٹانا اور بدی: مسجد میں تھوکنا اور دوبارہ صاف نہ کرنا۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفائی کا حکم دیا، کہ جہاں بھی گندگی ہو اسی صاف کیا جائے یہاں تک کہ اگر مسجد میں کوئی تھوک لیں آپ ﷺ نے صاف کرنے کا حکم دیا ہے۔

"إِذَا تَنَخَّمَ أَحَدُكُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَلْيُغَيِّبْ نُخَامَتَهُ، أَنْ يُصِيبَ جِلْدَ مُؤْمِنٍ أَوْ ثَوْبِهِ فَيُؤْذِيَهُ[61] "

اگر کسی نے غلطی سے معاشرہ میں گند پھیلا دیا تو اس کا کفارہ اس گند کو پاک کرنا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں تھوک کا کفارہ صفائی بیان فرمایا۔ اس حدیث سے ہمیں معلوم ہوا کہ گندگی پھلانے کی سزا اس گندگی کو دور کرنا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"الْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ، وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا" [62]"مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور کفارہ اسے دفن کرنا ہے"۔

73- نفس مصدر: رقم: 8340۔

60- مسلم، **صحیح مسلم**، رقم: 57۔

61- محمد بن إسحاق بن خزيمة صحيح ابن خزيمة، باب ذكر العلة التي لها أمر بدفن النخامة في المسجد، (بيروت: المكتب الإسلامي۔ الطبعة :الأولى ،1139ھ) رقم: 1311۔

محمد بن محمد البکری اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"والأمر بتنزيه المسجد عن الأقذاروجوباً عن القذر النجس أو المقذر للمكان كنحو ماء غسل، وأكل طعام يتلوث منه المكان، وندبا فيما ليس كذلك [63]

اس دور میں میڈیا اپنے ارد گرد صاف ستھرا ماحول فراہم کرنے کے لیے ضروری اقدامات میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے، ماحول کی صفائی کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری اقدامات کے بارے میں نشاندہی کرنا اور جن مسائل سے اجتناب کرنا چاہیے۔

4-زمین کی آباد کاری:

اللہ تعالی نے انسان کو آباد کرنے کے لیے اس اس زمین کو پیدا کیا

هُوَ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا [64]

ترجمہ: اسی نے تم کو زمین میں پیدا کیا اور اس میں تمہیں آباد کیا، انسان کی بحیثیت خلیفہ یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس زمین کی حفاظت کرے، اسے آباد کرے۔ قدرتی ماحول کی سرسبز و شادابی ایک صحت مند معاشرے کی ضرورت ہے اور اس ضرورت کا ادراک کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ان تمام اقدامات کو سراہا ہے جو عمومی ماحول کو تروتازہ بنائے۔ درخت، پودے اور سبزہ ہماری فضا کو نکھارتی اور صاف ستھرا بناتے ہیں، اسی لیے درختوں کی افزائش کو ایک مستحسن عمل قرار دیا گیا ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

ما مِن مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا، أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا، فَيَأْكُلُ منه طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ؛ إِلَّا كانَ له به صَدَقَةٌ [65]

ترجمہ: جو مسلمان کوئی درخت یا کھیتی اگاتا ہے، جس سے کوئی پرندہ یا انسان یا حیوان کھاتا ہے، تو یہ بھی اس کے لیے باعث ثواب ہے۔

بنجر اور بے آباد زمینوں کی بحالی کے لیے شریعت نے یہ اصول وضع کیا ہے کہ جو شخص ایسی زمین کو جو کہ کسی کی ملکیت نہ ہو اسے آباد کرے وہ اس کا مالک تصور ہوگا۔

5-زمین کا درست استعمال: حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: جُعِلَت لي الأرضُ مسجدًا وطَهورًا [66]

"میرے لئے (میری امت کے لئے) زمین کو سجدہ گاہ (عبادت کرنے کی جگہ) اور پاکیزہ بنا دیا گیا ہے۔"

77- صحیح ابن حبان، ذکر الاخبار عن کفارۃ الخطیئۃ التی تکتب لمن بصق فی المسجد، رقم: 1437۔ بخاری، **صحیح البخاری**، کتاب الصلاۃ، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم "جعلت لی الارض مسجدا (القاھرۃ: المکتبۃ السلفیۃ-الطبعۃ: الأولی، 1400ھ)، رقم: 6216۔

63- محمد علی البکری، دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین، (بیروت: دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، 2004ء)، ج8ص517۔

64- القرآن: 61/11۔

65- بخاری، **صحیح البخاری**، کتاب الصلاۃ، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم "جعلت لی الارض مسجدا، رقم: 6216۔

66- نفس مصدر۔

یہ حدیث صرف زمین کی صفائی تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اس میں زمین کی صفائی کی وجہ بھی شامل ہے جیسے پانی کی عدم موجودگی کی وجہ سے زمین کی مٹی سے تیمم کرنے کا حکم۔ حضور ﷺ نے نہ صرف زمین کے صحیح استعمال کی حوصلہ افزائی کی بلکہ غیر آباد زمین کے تحفظ اور درخت لگانے، بیج لگانے یا پیاسی زمینوں کو سیراب کرنے کے کاموں سے حاصل ہونے والے فوائد کیلئے بھی ترغیب دی ہے اور نیکی اور احسان والے اعمال قرار دیا ہے، جیسا کہ ارشاد گرامی ہے:۔

مَنْ أَحْيا أَرْضًا مَيْتَةً لهُ بِها أَجْرٌ [67] "جو شخص کسی غیر آباد زمین کو آباد کرتا ہے تو وہ اجر کا مستحق بن جاتا ہے۔"

اسی بنا پر یہ حکم بتایا جاتا ہے کہ جو شخص بھی کسی غیر آباد زمین کو سیراب کرتا ہے تو وہ اس کی ملکیت شمار ہوتی ہے۔

لہذا اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں یہ کام جائز نہیں ہوگا۔ اس حکم کے عمومی دائرے میں ایسے نقصان دہ ایجادات بھی شامل ہو سکتے ہیں جو ماحولیاتی آلودگی پھیلانے کا بنتے ہوں۔ ان احادیث مبارکہ میں آپؐ نے انسانی ماحول کے تحفظ کو یعنی راستے سے باعث تکلیف چیزوں کے دور کرنے کو بہترین عمل قرار دیا ہے، اور جو کام ماحولیاتی آلودگی کا باعث بنے اسے برا قرار دیا ہے۔ اسی طرح اپنی ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرر اور نقصان پہنچانے سے منع فرمایا اور فرمایا: لا ضرَرَ ولا ضِرارَ [68]

اسلام میں ضرر اور نقصان کو رد کیا گیا ہے۔

اسی طرح آپ کی ایک حدیث میں جہاں آپ نے زمین کی حفاظت کا حکم دیا ہے وہیں اسے انسانوں کی ماں قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ہدایت ہے:: تَحَفَّظُوا من الأرضِ ، فإنها أُمُّكُمْ ، وإنه ليس من أحدٍ عامِلٍ عليها خيرًا أو شَرًّا إلا وهي مُخْبِرَةٌ به[69]

۔ زمین کی حفاظت کرو، کیونکہ یہ تمہاری ماں کی جگہ ہے، اور اس زمین پر کوئی ایسا نہیں ہے جو اچھا یا برا عمل انجام دیتا ہو، مگر یہ کہ زمین اس کی خبر دیتی ہے۔ قرآن بھی انسان کے اعمال کی ادائیگی کا حوالہ دیتا ہے: لا يُغادِرُ صَغيرَةً وَ لا كَبيرَةً إِلاَّ أَحْصاها وَ وَجَدُوا ما عَمِلُوا حاضِراً [170] اس نے کسی چھوٹی اور بڑی بات کو نہیں چھوڑا (بلکہ) سب درج کر لیا ہے اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ ان سب کو حاضر پائیں گے۔ آپ ان سب کو دستیاب پائیں گے۔ اسی طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین والوں پر رحم کرنے کا حکم دیا: ارحَمْ مَن في الأرْضِ يَرْحَمْكَ مَن في السَّماءِ [71] تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والے تم پر رحم کریں گے۔

67- احمد، مسند احمد، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ الاولی: 1421ھ/2001)، ج3ص 313۔

82- عبد الرحمن بن رجب الحنبلي، **جامع العلوم والحكم في شرح خمسين حديثا** (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعة: الأولى سنة 1141ھ)، رقم: **1206**۔

69- الألباني، **ضعيف الجامع الصغير وزيادته**، رقم: **3670** ۔

70- القرآن: 49/18۔

71- محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري، **المستدرک علی الصحیحین**، (مصر: مرکز التاصیل، الطبعة: الأولى ،، 1435)، رقم: **16226** ۔

6-گھر کی صفائی:

انسان کا تعارف اس کا گھر ہے اور گھر چاہے چھوٹا ہو یا بڑا، ہر حال میں انسان کے ذوق وشوق کا عکاس ہوتا ہے۔ دوسری اہمیت یہ ہے کہ کوڑا کرکٹ کا اصل مرکز ہمارا گھر ہی ہے۔ اگر اسے پاکیزگی اور صفائی کے اسلامی اصولوں پر مبنی استوار کر لیا جائے تو ماحولیاتی آلودگی میں نمایاں کمی لائی جا سکتی ہے۔ اور اس سلسلے میں آپ ﷺ نے کتنی خوبصورت رہنمائی فرمائی، آپ ﷺ نے فرمایا:

إنَّ اللَّهَ طيِّبٌ يحبُّ الطَّيِّبَ، نظيفٌ يحبُّ النَّظافةَ، كريمٌ يحبُّ الكرمَ جوادٌ يحبُّ الجودَ فنظِّفوا أُراهُ قالَ أفنيتَكُم [72]

اللہ تعالی پاک ہے اور صفائی وستھرائی کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالی مہربان ہے اور مہربانی اور نرمی کو پسند کرتا ہے،، سخاوت کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالی سخی وفیاض ہے، سخاوت اور فیاضی کو پسند کرتا ہے، لہٰذا اپنے گھر کو صاف ستھرا رکھو۔

7-صفائی ایمان کا حصہ ہے:

رسول اللہ ﷺ معاشرے کے ہر پہلو کے لیے رہنمائی فرمائی ہے اور اسی طرح آلودگی پر بھی آپ کی رہنمائی اس اہم بین الاقوامی مسئلے کے حل کا راستہ ہے۔ آپ ﷺ نے ماحولیاتی آلودگی کو روکنے کے لیے اہم اقدامات پیش کیے اور قرآن کریم نے اس مسئلے سے نجات کے لیے صفائی کی ترغیب دی ہے اور صفائی کو بہت اہمیت دی۔ احادیث میں آیا ہے کہ یہ نصف ایمان ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" **الطُّهُورُ شَطْرُ الإِيمَانِ** " "[73]پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے۔" اسلام نے صفائی کا خاص خیال رکھا ہے اور اس کی حفاظت کو ایمان کا حصہ بنایا ہے۔

لہٰذا لباس، جسم اور جگہ کی پاکیزگی ضروری ہے۔ ایمان کی نشانیوں میں سے ہیں۔

آپ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے بھی منع فرمایا، عن جابر عن النبي " قَال لا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ في الماءِ الدَّائم الَّذي لا يجري ثُمَّ يَغْتَسِلُ فيه " [(74)] بخاری نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان میں سے کوئی بھی نہیں۔ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا چاہیے جو بہتا نہ ہو، پھر اس سے غسل کر لیا کرو۔"

8-مسواک:

---

[72]- ترمذي، الجامع الصحيح-سنن الترمذي(بيروت: دار الكتب العلمية-الطبعة :بدون سنة الطبع :بدون)، رقم:13509 ۔

[73]- امام احمد، مسند احمد، باب حديث ابي مالك الأشعري، رقم:22902۔

[74] - بخاری **صحيح البخاري**، كتاب الوضوء، باب البول في الماء الدائم، 94/1، رقم:236، **صحيح مسلم**، باب فضل الوضوء، باب النهى عن البول في الماء الراكد، رقم:282۔ ج1ص235۔

رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات میں انسانی جسم سے لے کر معاشرے کے کونے کونے تک ہر چیز کو پاکیزہ رکھنے کی تاکید کی گئی ہے اور آپ ﷺ نے انسانی جسم کو صاف رکھنے کے لئے وضو اور غسل کا حکم دیا ہے صرف جسم ہی نہیں بلکہ جسم کے ہر ہر عضو کی صفائی کا حکم دیا ہے۔ مثلاً سانس کی بو دوسروں کو تکلیف دیتی ہے، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دانت صاف کرنے کا حکم دیا۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"**السِّواكُ مَطهَرةٌ للفمِ مَرضاةٌ للرَّبِّ** مسواک منہ کی پاکیزگی اور پروردگار کی خوشنودی کا سبب ہے۔"[75]

9- مشترکہ نقصانات کی تلافی پر زور:

ماحولیاتی آلودگی بین الاقوامی سطح پر ایک سنگین مسئلہ بن چکی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ معاشرے کو نقصان پہنچانے والے عناصر کی روک تھام کرنا معاشرے کے تمام افراد کی ذمہ داری ہے۔ ماحولیاتی آلودگی معاشرے کو بہت زیادہ نقصان پہنچاتی ہے اس لیے امت کی ذمہ داری ہے کہ اس کی روک تھام کے لیے مشترکہ کوششیں کریں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایسے مشترکہ نقصانات کی تلافی اور روک تھام کے لیے مشترکہ جدوجہد پر زور دیا اور فرمایا:

> "مثل القائم على حدود الله والواقع فيها كمثل قوم استهموا على سفينة فأصاب بعضهم أعلاها وبعضهم أسفلها فكان الذين في أسفلها إذا استقوا من الماء مروا على من فوقهم فقالوا لو أنا خرقنا في نصيبنا خرقاً ولم نؤذ من فوقنا فإن يتركوهم وما أرادوا هلكوا جميعاً وإن أخذوا على أيديهم نجوا ونجوا جميعاً[16][76]"

> "اللہ تعالیٰ کی حدود پر قائم رہنے والے (اطاعت گزار) اور اس میں مبتلا ہو جانے والے (یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام سے منحرف ہو جانے والے) کی مثال ایک ایسی قوم کی سی ہے جس نے (باہم مشترک) ایک کشتی کے سلسلے میں قرعہ اندازی کی۔ قرعہ اندازی کے نتیجے میں قوم کے بعض افراد کو کشتی کے اوپر کا حصہ ملا اور بعض کو نیچے کا۔ جو لوگ نیچے تھے، انھیں (دریا سے) پانی لینے کے لئے اوپر گزرنا پڑتا۔ انھوں نے سوچا کہ کیوں نہ ہم اپنے ہی حصے میں ایک سوراخ کر لیں تاکہ اوپر والوں کو ہم سے کوئی اذیت نہ پہنچے اب اگر اوپر والے بھی نیچے والوں کو منمانی کرنے دیں (کہ وہ اپنے نیچے والے حصہ میں سوراخ کر لیں) تو تمام کشتی والے ہلاک ہو جائیں اور اگر اوپر والے نیچے والوں کا ہاتھ پکڑ لیں تو یہ خود بھی اور ساری کشتی بچ جائے۔"

75- امام احمد، مسند احمد، مسند أبي بكر الصديق رضي الله عنه، رقم: 7۔

76- بخاری، صحيح البخاري، باب: هل يقرع في القسمة والاستهام فيه، رقم: 2493۔

10- شجرکاری:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سنت نے ماحول اور اس کے عناصر پر توجہ دی، اس میں بہت سی احادیث نبوی کا حوالہ دیا گیا ہے جو مسلمانوں کی توجہ ماحولیات پر توجہ دینے کی طرف مبذول کرتی ہیں، جیسے کہ درخت لگانا اور شجرکاری کرنا، ان کی حفاظت کرنا، اور دیگر مقاصد کے لیے انہیں کاٹنا نہیں۔ عوامی مفاد سے زیادہ پودے لگانے اور کاشت کرنے کا تعلق خدا کی طرف سے ثواب اور جاری صدقہ سے ہے۔

اس سلسلے میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں جن میں سے: عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ : " ما من مسلم يغرس غرساً أو يزرع زرعاً فيأكل منه طير ، أو إنسان ، أو بهيمة إلا كان له به صدقة " (3)77

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی مسلمان ایسا نہیں جو درخت لگائے یا بیج بوئے اور پرندے یا کوئی شخص یا کوئی جانور اس میں سے کھائے لیکن یہ اس کے لیے صدقہ ہے) 3(

" ما من إنسان يقتل عصفوراً فما فوقها بغير حقها إلا سأله الله عز وجل عنها يوم القيامة, قيل : يا رسول وما حقها ؟ قال: حقها أن يذبحها فيأكلها ، ولا يقطع رأسها فيرمي به "

(78)رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس نے پرندے یا اس کے اوپر کی چیز کو اس کے حق کے بغیر مار ڈالا ہو، مگر اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن اس کے بارے میں پوچھے گا۔ عرض کیا: یا رسول اللہ، اس کا کیا حق ہے، آپ نے فرمایا: اس کا حق یہ ہے کہ وہ اسے ذبح کرے اور کھائے، اور اس کا سر کاٹ کر پھینک نہ دے۔ من قتل عصفورا عبثاً عج إلي الله عز وجل يوم القيامة يقول : يا رب إن فلاناً قتلني عبثاً , ولم يقتلني لمنفعة " (79)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے پرندے کو بیکار مارا، وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس آئے گا اور کہے گا: اے رب، فلاں نے مجھے بیکار مارا، اور اس نے مجھے کسی فائدے کے لیے قتل نہیں کیا۔ " إن قامت الساعة وفي يد أحدكم فسيلة فان استطاع أن لا تقوم حتى يغرسها فليغرسها " (80)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر قیامت آجائے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں ایک پودا ہو اور وہ اس پر قادر ہو کہ اسے نہ لگائے جب تک کہ وہ اسے نہ لگائے۔ اسے لگانے دو''

77- بخاري، صحيح البخاري، واللفظ له في كتاب المزارعة، باب فضل الزرع والغرس إذا أكل منه، رقم: 2152، ومسلم في كتاب المساقاة، باب فضل الغرس والزرع، رقم: 2901، وترمذي سنن الترمذي، كتاب الأحكام عن رسول الله، باب ما جاء في فضل الغرس برقم: 1303، وأحمد، مسند أنس بن مالك، رقم: 12038، والدارمي، كتاب البيوع، باب في فضل الغرس، رقم: 2496 .

78- الإمام عبد الرزاق في مصنف عبد الرزاق، 4:450، رقم: 8414، البيهقي في السنن الكبرى 3:163، باب إباحة أكل العصافير، رقم 4860، والحاكم في المستدرك 4:261، كتاب الذبائح، رقم: 7574۔

79- إمام البيهقي، السنن الكبرى، من قتل عصفوراً بغير حقها، 3:73، رقم: (4535)، وابن حبان، صحيح ابن حبان، ذكر الزجر عن ذبح المرء شيئاً من الطيور عبثاً دون القصد في الانتفاع به، 13:214، رقم: 5894، الطبراني، المعجم الكبير 22:245، رقم: 638۔

80- بخاري، الأدب المفرد، رقم: 479، ج1 ص168۔

ماحولیاتی تحفظ میں حکومت کی ذمہ داری:

اسلامی ریاست میں حکمرانوں کی یہ خصوصی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی رعایا کے لیے ایک اچھا ماحول فراہم کرنے کی کوشش کریں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک حدیث، جس سے مندرجہ بالا نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

مَا مِنْ عَبْدٍ اسْتَرْعَاهُ اللَّهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيحَةٍ إِلَّا لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ" [81]

"جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو کسی رعایا کا حاکم بنادے اور نیک نیتی سے اس کی حفاظت نہ کرے تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔ یعنی جو عام لوگوں کے معاملات کی پرواہ کیے بغیر مسلمانوں کے معاملات اپنے ہاتھ میں لے گا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔

لہٰذا اس حدیث مبارکہ کے عمومی اہتمام کے مطابق حکمرانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی ریاست میں تمام لوگوں کے لیے ایسا ماحول پیدا کریں کہ وہ اپنی حفاظت خود کریں، کیونکہ حکمران بالعموم اور خاص طور پر ہمارے زمانے کے حساس لوگ، ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ آلودگی سے پاک ماحول میں ہر کوئی اپنے لیے گھر مہیا کرتا ہے، اس لیے اب ضرورت اس امر کی ہے کہ عام لوگوں کو بھی صاف ستھرا اور آلودگی سے پاک ماحول فراہم کرنے کی کوشش کی جائے۔

سفارشات اور تجاویز:

مطالعہ کچھ سفارشات کے ساتھ اختتام پذیر ہوتا ہے جو ہمیں ان پر عمل درآمد کرکے زمین کی ماحولیاتی آلودگی کے عالمی چیلنج پر قابو پانے میں مدد کرتی ہیں:

1- ماحولیاتی آلودگی کے بارے میں اہل علم کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کو زمین کی ماحولیاتی آلودگی سے آگاہ کریں اور اس سلسلے میں صاحبان ممبر و محراب لوگوں پر یہ واضح کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں کہ وہ ان کاروباروں اور سرگرمیوں کا حصہ نہ بنیں جو زمین کی ماحولیاتی آلودگی کا سبب بنتے ہیں۔

2- ماحولیاتی آلودگی سے متعلق کانفرنسوں میں پیش کیے جانے والے مقالے اسکول کے پرنسپلز اور صاحبان ممبر و محراب کو بھیجے جائیں تاکہ وہ اس موضوع پر اسلامی رہنما اصولوں کو پڑھ سکیں اور اس اہم پیغام کو عوام تک پہنچا سکیں۔

3- اس موضوع پر تحریری تحقیق کو اخبارات، رسائل اور دیگر جرائد میں شائع کیا جانا چاہیے تاکہ عوام میں بیداری پیدا ہو۔

81- بخار، **صحیح البخاري**، کتَابُ الأحكام، بَابُ مَنِ اسْتُرْعِيَ رَعِيَّةً فَلَمْ يَنْصَحْ، رقم: 7150۔

4- اگر پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا اور سوشل میڈیا اس شعبے میں موثر کردار ادا کریں اور ماحولیاتی آلودگی کے بارے میں عوام میں آگاہی پیدا کریں تو اس سنگین بین الاقوامی مسئلے میں کمی لائی جاسکتی ہے۔
5- حکومت اپنی ذمہ داری پوری کرے، مختلف کانفرنسیں منعقد کرے، ماہرین کی آراء کی بنیاد پر قانون بنائے اور پھر اس پر عمل درآمد کرے تاکہ اس مسئلے سے نمٹا جاسکے۔
6- ماحولیاتی تحفظ کے حوالے سے انسانوں میں احساس ذمہ داری پیدا کرنے والے عوامل اسلامی تعلیمات میں پائے جاتے ہیں،اس لیے ریاستی سطح پر لوگوں کو بنیادی اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا جائے۔
7- ریاستی سطح پر ماحولیات کے تحفظ کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بارے میں آگاہی مہم کا اہتمام کرنا۔
8- شہر، گلی اور محلے کی سطح پر لوگوں میں ماحولیاتی تحفظ کے بارے میں عوامی شعور کو بڑھانے کے لیے اقدامات کیے جائیں۔
9- کسانوں کی بھرپور حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے اور شجرکاری کو فروغ دینے کے لیے ریاستی سطح پر کوششیں کی جانی چاہئیں۔
10- تعلیمی اداروں میں اساتذہ بچوں اور نوجوانوں کو ماحول دوستی کی تعلیم دینے کے لیے ضروری انتظامات کریں۔

خاتمہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی تمام نوع انسانی کی ابدی فلاح کی ضامن ہے اور آپ نے زندگی کے تمام مسائل میں اپنی امت کی بہترین رہنمائی فرمائی۔ اور ہدایت کا سامان مہیا کیا ہے،اخبارات، رسائل، پرنٹ والیکٹرانک میڈیا، ادارے اور انجمنیں اس کی آگہی اور سدباب پر تعلیم و تربیت کے لیے اپنی تحریکیں چلارہے ہیں لیکن بحیثیت مسلمان اور سچے امت ہمیں سب سے پہلے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو مستند طریقے سے سیکھنا چاہیے۔ لہٰذا زمینی آلودگی کا تدارک اور علاج احادیث نبوی کی روشنی میں، جس میں آلودگی کا مسئلہ، اس کی اہمیت، اس کی شناخت اور اقسام کو پیش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق: لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوہ حسنۃ اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں اس کا حل بیان فرمایا ہے۔ امید ہے کہ پیغمبر اسلام کی ان ہدایات سے امت مسلمہ اور اقوام عالم بھرپور استفادہ کریں گے۔

مصادر و مراجع:

1. القرآن الکریم
2. صحیح البخاری، محمد بن اسماعیل بخاری۔ م256ھ
3. صحیح مسلم، مسلم بن حجاج القشیری۔ م261ھ

4. جامع ترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی۔ م279ھ
5. سنن ابی داؤد، ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی۔ م275ھ
6. محمد ناصر الدین الألباني، صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ
7. سنن ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی۔ م273ھ
8. فتح الباری فی شرح البخاری، حافظ ابن حجر العسقلانی۔ م852ھ
9. علاء الدين علي بن حسام الدين المتقي الهندي البرهان فوري، كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال
10. محمد ناصر الدين الألباني ، صحيح سنن أبي داود
11. بخاری۔ الادب المفرد
12. أحمد بن محمد بن حنبل، المسند
13. برکات محمد مراد الإسلام والبيئة، رؤية إسلامية حضارية
14. د/ محمد حسين قنديل، موقف الإسلام من قضايا التلوث البيئي المعاصرة "التلوث الغذائي
15. الدكتور شوقي احمد، استاد الاقتصاد الاسلامی جامعة الازهر الإسلام وحماية البيئة
16. ڈاکٹر احمد بن یوسف الدرویش، ماحولیاتی آلودگی سے تحفظ فقہ اسلامی کی روشنی میں
17. د. احمد عبد الكريم سلامة، قانون حماية البيئة الإسلامي مقارناً بالقوانين الوضعية
18. احمد بن محمد المقري، المصباح المنير
19. احمد ابراهيم شلبي، البيئة والمناهج الدراسية
20. ابو زريق على رضا، البيئة والانسان
21. الدكتور عبد القادر، البيئة والحفاظ عليها من منظور إسلامي
22. محمد عبد القادر الفقي، البيئة مشاكلها وقضاياها وحمايتها من التلوث
23. ابن حزم الظاهری، المحلی
24. محمد بن إسحاق بن خزيمة صحيح ابن خزيمة
25. محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري، المستدرک علی
26. محمد ناصر الدين الألباني، ضعيف الجامع الصغير وزيادته
27. عبد الرحمن بن رجب الحنبلي، جامع العلوم والحكم في شرح خمسين حديثا
28. محمد علی البکری، دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين
29. احمد بن الحسين البيهقي، السنن الكبرى
30. زين الدين الرازی، مختار الصحاح

31. لسان العرب، أبوالفضل، جمال الدین ابن منظور الإفریقی۔م 711ھ

32. امام ابی یوسف، کتاب الخراج

33. محمد کالو، موقف القرآن من العبث البشري بالبیئة

34. د/أحمد عبدالرحیم الساتح، د/أحمد عبدہ عوض، قضایا البیئة من منظور اسلامی۔

35. اسماء طارق، ماحولیات نظم کوڑا کرکٹ (مضامین ڈاٹ کام

36. الرازي، مختار الصحاح

37. ابوالفیض، محمد بن محمد بن عبدالرزاق الحسینی الزبیدی، (وفات:1205ھ)، تاج العروس من جواہر القاموس،

38. أصفهاني، معجم ألفاظ القرآن

39. الطبراني، المعجم الكبير

40. الإمام عبدالرزاق في مصنف عبدالرزاق

41. امام الشاطبیؒ، الموافقات

42. pollution-definition from the Merriam, Webster online dictionary-

43. ''U.S. Military is the world's largest polluter'' with reference ofhttps://ur.m.wikipedia.org-

-https://www.rekhtadictionary.com/meaning-of-kuudaa-karkat?lang=ur